عازمینِ حج کے لئے ضروری ہدایات

محدث العصر حضرت مولانا
سید محمد یوسف بنوریؒ

حجاج کرام کی خدمت میں چند ضروری اور اہم باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جن پر عمل کرنا انشاء اللہ بے حد مفید اور نفع بخش ہوگا۔ اور حج کے ثمرات و برکات واضح طور پر محسوس ہوں گے:

۱- عورتوں اور مردوں کا ناگفتہ بہ اختلاط طوافوں میں، نمازوں میں اور سلام کی حاضری میں غیر شرعی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ عورتوں کے طواف کے لئے رات یا دن میں کوئی وقت مخصوص کرلیا جائے اور اس طرح سلام کی حاضری کے لئے بھی وقت مخصوص ہو، ان اوقات میں مردوں کو طواف یا حاضری سے روکا جائے۔

۲- نہ تو عورتوں پر جماعت کی پابندی ہے نہ مسجد کی حاضری کی فضیلت ہے، نہ نماز جمعہ ان پر فرض ہے، اس لئے عورتیں گھر میں نماز پڑھا کریں اور اسی طرح جمعہ میں عورتوں کی حاضری روکی جائے، موجودہ صورتِ حال نہ شرعاً درست ہے نہ عقلاً قابل برداشت ہے۔

۳- رمی جمرات کے لئے عورتیں رات کو جایا کریں جس طرح بوڑھوں اور مریضوں کے لئے بھی یہی وقت مناسب ہے، بلاشبہ بغیر عذر کے یہ خلافِ سنت ہے لیکن موجودہ صورت حال میں انشاء اللہ کراہت بھی ختم ہو جائے گی۔

۴- تمام حضرات جو حج بیت اللہ الحرام کا ارادہ کریں تمام ضروری مسائل یاد کر کے آئیں، فرائض و واجبات کا اہتمام بہت ضروری ہے بسا اوقات یہ دیکھا گیا کہ لوگ فرائض و واجبات میں تقصیر کرتے ہیں اور فضائل و مستحبات کا اہتمام ہوتا ہے۔ اس وقت جو صورت حال ہے قانونی و فقہی احکام کے پیش نظر تو یہ امید رکھنا بہت مشکل ہے کہ یہ عبادت صحیح ادا ہوئی یا یہ حج مبرور ہوگا، صحیح طواف کیسے ہو؟ اور اس میں کیا کیا باریکیاں ہیں؟ اگر ایک قدم طواف کا ایسا ادا ہو کہ بیت اللہ کی طرف سینہ ہو جائے تو سارا طواف بیکار ہو گیا، اگر شروع کرنے میں حجر اسود مقدم ہو گیا تو طواف میں نقصان آجاتا ہے، اگر ایک انچ ہٹ کر طواف شروع کرے تو سرے سے طواف ہوا ہی نہیں، خاص کر اژدھام و ہجوم میں صحیح طواف کرنا بے حد دشوار مرحلہ ہے، عورتیں مردوں کے درمیان کھڑی ہو جاتی ہیں، ایک عورت اگر صف میں مردوں کے درمیان کھڑی رہ گئی تو تین مردوں کی نماز غارت ہو گئی، جو شخص دائیں ہو، جو بائیں ہو، جو اس کی سیدھ میں پیچھے ہو، اگر ایک ہزار عورتیں اس طرح صفوں کے درمیان ہیں تو تین ہزار مردوں کی نماز فاسد ہو گئی، دوران سفر بہت سی نمازیں قضا ہو جاتی ہیں، اگر فرض نماز قضا ہو گئی تو حج مبرور کی توقع رکھنا مشکل ہے، الغرض اس طرح دسیوں مسائل ہیں کہ جن سے عوام تو کیا علماء بھی غافل ہیں، ''رمی جمرات'' میں معمولی عذر پر دوسروں کو وکیل بنایا جاتا ہے اس طرح وہ توکیل صحیح نہیں ہوتی، دم لازم آجاتا ہے غور کرنے سے محسوس ہوا کہ جہاں تک مسائل و احکام کا تعلق ہے مشکل سے یہ کہا جائے گا کہ یہ حج صحیح ادا ہو گیا لیکن حق تعالیٰ شانہ کی

رحمت کاملہ کے پیش نظر کوئی بعید نہیں کہ اگر نیت صحیح ہو اور جذبہ سچا ہو تو تمام کوتاہیاں اور قانونی فروگزاشتیں سب معاف ہوں، اور ارحم الرحمین کی رحمت عامہ سے یہی امید ہے کہ اپنے گنہگار بندوں کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اپنی رحمت و نعمت سے نوازے، اور نہ معلوم کس کی کون سی ادا قبول ہو جائے اور کیا کچھ خزانہ رحمت سے ملے اور بلاشبہ حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کاملہ کی موسلا دھار بارش میں کوئی بدنصیب ہی محروم رہے گا، ہوسکتا ہے کہ چند مقبولین بارگاہ کے طفیل سب کا حج قبول ہو، اس کی شان کریمی کے سامنے سب کچھ آسان ہے، کاش! اگر حق تعالیٰ کی اتنی مخلوق قانون کے مطابق، جذبات صادقہ سے، والہانہ انداز سے یہ فریضہ ادا کرتی تو امت کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا اور تمام عالم میں ان نمائندگان بارگاہ قدس کا فیض جاری ہوتا جس حریم قدس کو ان شاندار کلمات سے وحی ربانی میں یاد کیا ہو:

”ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکاً وھدی للعالمین فیه آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخله کان آمنا.“

ان آیات بینات اور ان برکات وتجلیات کا کیا ٹھکانا، بہرحال کہنا یہ ہے کہ کوشش کی جائے کہ قانون کی رو سے بھی صحیح حج ہو اور نیت و جذبہ بھی سچا ہو اور قدم قدم پر تقصیر کا احساس ہو اور یہ تصور مستمر قائم ہو کہ اس حریم قدس میں حاضری کے آداب کی اہلیت کہاں؟ ہم جیسے ناپاکوں کو اس سرزمین کی حاضری کی دعوت دی گئی اور پہنچ گئے، یہ محض حق تعالیٰ شانہ کا عظیم احسان ہے کہ اس مقدس سرزمین اور بقعہ نور میں سراپا ظلمت والے کو جگہ عطا فرما دی، توقع ہے کہ اس احساس سے بارگاہ قدس میں شرف قبولیت نصیب ہو، یہ جو کچھ بیت اللہ کی عظمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یہ بہت سطحی حقائق کے درجہ میں بات عرض کی گئی، ورنہ جو حقائق و اسرار عارفین و کبار صوفیائے کرام، شیخ اکبر، امام ربانی شیخ احمد سرہندی، حضرت شیخ سید آدم بنوری، شاہ عبدالعزیز اور حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہم اللہ جمیعا نے بیان فرمائے ہیں، وہ بینات کے دائرہ بیان سے بالاتر ہیں، راقم الحروف نے اپنے رسالہ ”بغية الاريب فی مسائل القبلة والمحاريب“ کے آخر میں کچھ تھوڑا سا حصہ بیان کیا ہے۔ بہرحال کعبۃ اللہ اس مادی کائنات میں ”شعائر اللہ“ میں داخل ہے، نماز میں اگر حق تعالیٰ شانہ سے مناجات و ہم کلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے تو حج میں حق تعالیٰ کے گھر میں مہمانی کا شرف ومجد حاصل ہے، جب ہم کلامی کی عظمت بیت الحرام میں نصیب ہو اور دونوں عظمتیں جمع ہو جائیں تو جو کچھ بھی اس کا درجہ ہوگا تصور و خیال سے بالاتر ہے۔

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

یہ وہ مقام ہے کہ انتہائی تعظیم وادب کی ضرورت ہے لیکن آج کل ہماری غفلت و جہالت سے جو صورت حال ہے وہ ظاہر ہے۔ افسوس یہ کہ ہماری تمام عبادات کی صرف صورت رہ گئی، روح نکل گئی ہے تمام عبادات بے جان لاشے ہیں اگر ان میں جان ہوتی تو آج امت محمدیہ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، حق تعالیٰ کی رحمت ہے اور اسلام کا حکیمانہ نظام ہے کہ مساجد بھی بیوت اللہ ہیں: ﴿وان المسجد لله فلاتدعوا مع الله احدا﴾۔ مساجد صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں ان میں صرف اللہ ہی کی عبادت ہونی چاہئے، آخری سب سے بڑا مرکزی گھر وہ مسجد حرام وہ بیت الحرام ہے، جس سے عالم میں بجز اس مقام کے جہاں حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں کوئی مقدس قطعہ نہیں، جہاں پر حق تعالیٰ کی طرف سے انوار کی بارش برستی ہے، فرشتے طواف کے لئے آسمانوں سے اترتے ہیں، حق تعالیٰ مسلمانوں اور حجاج کرام کو توفیق عطا فرمائے کہ اس مقام کی صحیح معرفت نصیب ہو، بقدر طاقت بشری حق ادا کر سکیں۔

☆☆☆